2 اسلامی اقتصادی نظام

آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا سے

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی معاشیات

اسلامی فقہ

زمرہ جات

اسلامی اقتصادی نظام

سود کی ممانعت

قمار کی ممانعت

غرر کی ممانعت

اسلامی زر (پیسہ)

طلائی دینار

نقرئی درہم

ودیعہ (بینک کا متبادل)

اسلامی وکالہ

اسلامی آزاد بازار

اسلامی نجکاری

اسلامی میزانیہ یا بجٹ

اسلامی تجارت

بیت المال

اسلامی محصول

زکات

جزیہ

نصاب

خمس

صدقہ

وقف

اسلامی اصول برائے بنیادی ضروریات زندگی

اسلامی بینکاری

سود

مرابحہ

تکافل

صکوک

وراثت

اسلامی اقتصادی تاریخ

اسلامی معاشیات

سیاسی

ازدواجی

تعزیرات

اسلامی آداب

الہیاتی اسلامی فلسفہ

حفظان صحت

عسکری

یہ سانچہ: دیکھیں بحث ترمیم

اسلامی اقتصادی نظام[1] دراصل اقتصاد کا ایک مکمل اقتصادی نظام ہے، جس کی بنیاد قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ سرمایہ داری نظام، اشتراکیت اور اشتمالیت سے الگ ایک مکمل اقتصادی نظام ہے۔ اس نظام میں باقی نظاموں کی کوئی خامی نہیں۔[2][3] ان کی بنیادی ستونوں میں 1) سود کی ممانعت 2) زکوٰۃ 3) طلائی دینار اور نقرئی درہم بطورِ زر (پیسہ) 4) وادیعہ (بینک کا متبادل مخزن کا ادارہ) 5) قمار، غرر وغیرہ کی ممانعت 6) آزاد [4] بازار (سوق) وغیرہ شامل ہیں۔

اسلامی اقتصادی نظام سرمایہ داری نظام اور اشتراکیت وغیرہ سے یکسر مختلف ہے۔ اسلامی معاشی نظام کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہیں کہ اس نظام کا "دِل" تجارت ہے۔ لہٰذا اسلامی اقتصادی نظام میں "زر" یعنی پیسہ حقیقی دولت پر مبنی جنس ہوتا ہے جیسے طلائی دینار اور نقرئی درہم، گندم، چاول وغیرہ۔ یہ سود، قمار، غرر سے پاک ہوتیں ہیں۔ یہ آزاد بازاروں پر مبنی ہوتی ہے جہاں پر ہر شخص اپنی تجارتی اشیاء کی فروخت کر سکتا ہے۔ جہاں تھوک فروشی تک ہر شخص کی یکساں رسائی ہوتی ہے۔ ہر چھوٹا کاری گر وصنعت کار اپنا کارخانہ خود بنا سکے گا۔ ان اوقاف میں شرکت، مضاربت، مرابحہ وغیرہ کے طریقوں سے تجارت ہوتی ہے۔[5] وادیعہ (بینک کا متبادل) کے ذریعے حکومت سرکاری ملازمین کی تنخواہیں ان کی حسابوں میں منتقل کرے گی اور وہاں ان کی دولت امانت کے طور پر محفوظ رکھی جائے گی۔ "شرعی زر" کا معیار حکومت مہیا کرتی ہے۔ ملکی خزانہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ ان سب اداروں کی زکوٰۃ، عُشر، خراج، جزیہ ، (Tax) نگرانی حسبۃ کرتی ہے۔ غریب عوام سے کوئی محصول وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ حکومت امیروں سے محصول

وغیرہ کی صورت میں لے کر غریبوں میں بانٹے گی۔ اسلامی اقتصادی نظام میں نجکاری کو محدود کیا جاتا ہے اور سرکاری اداروں کی نجکاری پر مکمل پابندی ہوتی ہے۔ دریاؤں، ڈیموں، نہروں، تیل، گیس، کوئلے، بجلی، جنگلات، چراگاہوں وغیرہ کی نجکاری نہیں کی جاسکتیں۔ روٹی، کپڑا، مکان اور پانی کی حکومت کی جانب سے مفت فراہمی کی جائے گی۔ بیمہ کمپنیوں پر مکمل پابندی لگائی جائے گی۔ لہٰذا سونے کے دینار اور چاندی کے درہم موجودہ کاغذی نوٹوں کی جگہ لے گی۔ وادیعہ کے مراکز قائم کرنے سے بینکوں کا کام ختم ہو جائے گا۔ اوقاف کی بحالی سے بازاروں، تھوک فروشی اور صنعتی مراکز کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ بین الاقوامی تجارت کے لئے مال کے بدلے مال کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور جہاں کہی یہ طریقہ ممکن نہ ہو تو وہ وہاں پر سونے کو بطور زر استعمال کیا جائے گا۔ ''شرعی زر'' کو بنانے کے لئے حکومت ضرب خانے (ٹکسال) بناتی ہے اور ملکی خزانہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ جس سے مرکزی بینک کا خاتمہ ہو جائے گا اور نفع کمانے کے لئے لوگ اوقاف کا رُخ کریں گے جہاں حقیقی معنوں میں تجارت اور کاروبار ہو گی۔ لہٰذا بازار حصص (Stock Exchange) کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی۔ اور شرعی زر کے دوسرے ممالک کی کرنسیوں سے باہم مبادلے کے لئے وکالہ کے آزاد (Foreign Exchange Markets) مراکز قائم کئے جائے نگے۔ لہٰذا اجارہ داری پر مبنی صرافہ بازاروں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور ملکی بجٹ ملکی آمدنی کو دیکھ کر بنایا جائے گا۔ جس کی وجہ سے قومی اور گردشی قرضوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور نہ ہی ورلڈ بینک اور عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) کے قرضوں کی ضرورت ہو گی۔ مسلم ممالک کے مابین آزاد تجارت ہو گی اور ان ممالک کے اموال تجارت پر کوئی محصول نہیں لگایا جائے گا جو مسلمان ممالک کے اموال پر ٹیکس نہیں لگاتے۔ جس کی وجہ سے ملکی اور بین الاقوامی تجارت میں انتہائی اضافہ ہو جائے گا۔ لہٰذا اسلامی معاشی نظام کی مکمل بحالی سے ہمارے سارے کام بطریق اَحسن انجام پائیں گے اور ہمیں مغربی نظام سے کوئی چیز لینے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

[فہرست [دکھائیں

[تاریخ[ترمیم

اسلام میں دو چیزیں ہیں ایک عبادات اور دوسرا معاملات۔ دین کا تقریباً پچھتر فیصد (75%) حصّہ معاملات پر مشتمل ہیں۔ تو معاملات میں اسلامی اقتصادی نظام، اسلامی سیاسی نظام، اسلامی قانونی و معاشرتی نظام وغیرہ سب شامل ہیں۔ تو اسلامی اقتصادی نظام معاملات کا ایک حصّہ ہے۔ لہٰذا ہمیں 'معاملات کو اسلامی بنانا ہے اور معاملاتِ اسلامیہ کا عملی نفاذ ہمارا مقصد زندگی ہونا چاہیے۔ شیخ عمر واڈیلو صاحب نے اسلامی اقتصادی نظام کو 'نظام معاملات (System of Muamalat) 'کا نام دیا ہے۔ اور اس کی انتہاہ کو 'نظام مدینہ (Madinaism) کہا جائے گا۔ لہٰذا 'نظام معاملات'، سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت اور مخلوط معیشت کا متبادل ہے۔ اس نظام کو سب سے پہلے حضرت محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں نافذ کیا۔ بعد میں خلافائے راشدین نے اس کے نظام کو نافذ کیے رکھا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں زکوۃ نا دینے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا گیا۔ اور بعد میں خلافتِ بنو امیہ اور عباسی خلافت میں اس کا نفاذ تھوڑے بہت کوتاہیوں کے ساتھ نافذ رہا۔ خلافت عثمانیہ میں بھی اسی نظام کو نافذ کیا گیا۔ اور 1924ء میں

سقوطِ خلافت کے بعد اس کا نفاذ بھی ترک کر دیا گیا۔ اور 1928ء میں طلائی دینار کی اجراء کو ترک کر دیا گیا۔ لہٰذہ اس نظام کو متروک ہوتے ہوئے تقریباً ایک صدی گزر چکی ہیں۔ تاہم دنیا کے کئی اسلامی ممالک میں اس کا جزوی طور پر دوبارہ آغاز ہو چکا ہیں۔ جس میں ملائیشیا، انڈونیشیا، پاکستان، افغانستان، ایران وغیرہ شامل ہیں۔

[اسلام کی دوسرے ادیان سے اُمتیازی حیثیت [ترمیم

اسلام دوسرے ادیان کی طرح صرف چند اخلاقی اصولوں کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ یہ زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت کی مکمل راہنمائی کرتی ہے۔ مثلاً یہودیت میں بھی سود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو بائیبل کے عہد نامہ قدیم کی کتاب، خروج کی سورۃ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۲۵)۔ عیسائیت میں بھی سود حرام ہے (ملاحظہ ہو بائیبل کے عہد نامہ جدید کی کتاب، ''لوقا'' کی سورۃ نمبر ۶ آیات ۳۵-۳۴)۔ ہندومت میں بھی سود حرام ہے (ملاحظہ ہو، ہندوؤں کی مقدس کتاب، ''منوسمیتی'' سورۃ نمبر ۱۱ آیت ۶۲)۔ لیکن اسلام اور ان مذاہب میں فرق یہ ہے کہ اسلام آپ کو ایک پورا اقتصادی نظام دیتی ہے کہ کس طرح سود سے پاک معیشت کو حاصل کیا جاتا ہے جبکہ باقی ادیان یہ چیزیں نہیں بتاتی۔ اور مزید یہ کہ اسلام نہ صرف نظریاتی طور پر آپ کو ایک نظام دیتی ہے بلکہ عملی طور پر اس کے نظام کا طریقہ بھی بتاتی ہیں اور اسلامی اقتصادی نظام کو سب سے پہلے جس انسان نے نافذ کیا، اس کا نام ہے محمد ﷺ۔ اور جس علاقے میں اس کو پہلی مرتبہ نافذ کیا گیا، اس کا نام ہے مدینہ منورہ۔ لہٰذا موجودہ دَور کے تمام اقتصادی کتابوں میں سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کے بانی کا نام درج ہے، ایڈم سمتھ (Adam Smith)، اشتراکیت کے بانی کا نام کارل مارکس (Karl Marks)۔ لیکن اسلامی اقتصادی نظام کے بانی کا نام محمد ﷺ کو انہوں نے دنیا کے تمام اقتصاد کے نصابی کتابوں سے نکال دیا ہے اور اسلام کو سرمایہ دارانہ نظام کے تابع بنانے کے لئے اور سرمایہ دارانہ نظام کی حفاظت کے لئے انہوں نے سرمایہ دارانہ نظام میں کچھ سرسری تبدیلیاں کرکے اُسے اسلامی معیشت (Islamic Economic) اور اسلامی اکاؤنٹنگ (Islamic Accounting) کا نام دے دیا۔ اور ہماری نئی نسل یہ سمجھتی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں کچھ تبدیلیاں کرکے اسلامی معیشت وجود میں آتی ہے۔

[سرمایہ دارانہ نظام کو اسلامی جامہ پہنانا [ترمیم

1924ء میں خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد مغربی طاقتوں نے اسلامی اقتصادی نظام کو مکمل طور پر تباہ کر دیا اور اس کی جگہ مغربی نظام معیشت کو ہر نئے آزاد ہونے والے اسلامی ملک میں نافذ کر دیا۔ مغربی طاقتوں نے خلافت کے بعد نئی مسلم دنیا کو چھ بڑے تحفے دیئے۔ پہلا سود، دوسرا کاغذی کرنسی، تیسرا مرکزی بینک، چوتھا قومی قرضہ، پانچواں آئین (دستور) اور چھٹا جمہوریت۔ تو ابتداء میں ہمارے روایتی علماء اور مفتیوں نے ان سب کی مخالفت کی اور ان کے خلاف فتوے دئیں۔ مثلاً سود حرام ہے، ہر شکل میں۔ کاغذی کرنسی حرام ہے کیونکہ ابتداء میں یہ سونے اور چاندی کے رسیدیں ہوا کرتی تھی لہٰذا رسیدوں کو بیچنا جب تک آپ اس کے پیچھے رکھے ہوئے سونے اور چاندی پر قبضہ نہ کریں، مکمل طور پر حرام ہے۔ سود اور کاغذی کرنسی کا گڑھ بینک ہوتا

ہے، لہٰذا بینک کا وجود بھی حرام ہے۔اور جو قرضہ عوام سے پوچھے بغیر حکومت لیں اور پھر بعد میں عوام کے مرضی کے خلاف محصولوں کی صورت میں ان سے واپس لیں تو یہ کام قطعی غیر شرعی اور حرام ہیں۔اور جب رب کا قرآن موجود ہو تو کسی دوسرے آئین کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اسلام کی تیرہ سو سال کی تاریخ میں قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قانون (آئین یا دستور) نہیں تھا۔اور فقہی قوانین کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہر مسئلے کا فیصلہ کیا جاتا۔

لیکن مغربی قوتوں نے آئین کو سب سے اوپر کا درجہ دیا جس کی رُو سے انہوں نے اسلامی دنیا میں سود، کاغذی کرنسی، مرکزی بینک، قومی قرضہ وغیرہ سب کو حلال کر دیا۔ اگر کوئی اس نظام کے خلاف آواز اُٹھائے تو اُسے آئین یا دستور کا پاس نہ کرنے پر مجرم قرار دیا جاتا ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ دنیا میں دو ہی ایسے ملک ہیں جہاں پر تحریری آئین موجود نہیں ہیں۔ایک کا نام ہے برطانیہ اور دوسرے کا نام ہے اسرائیل۔اور آپ کو مزید حیرانی اس بات پر ہو گی کہ دنیا میں دو سو سے زیادہ ممالک ہیں لیکن ان سب کا آئین اور دستور اقتصادی لحاظ سے ایک جیسا ہے مثلاً دنیا کے سارے ممالک کے آئینوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ملک میں ایک مرکزی بینک ہونا چاہیے۔ملک کی تمام کرنسی (پیسے) یہی مرکزی بینک چھاپے گا، مرکزی بینک جو چیز چاہے اُسے کرنسی (پیسے) کے طور پر استعمال کر سکتی ہیں مثلاً کاغذ، پلاسٹک وغیرہ، دنیا کا کوئی ملک سونے کو بطور کرنسی استعمال نہیں کر سکتی، ملک کی ضروریات کے پیشِ نظر حکومت قرضہ لے سکتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ساری دنیا کو آئین دے کر وہ خود آئین کے پابند نہیں ہیں اور موجودہ جمہوریت کی بنیاد فرانس اور برطانیہ نے رکھی لہٰذا اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن بد قسمتی سے، اس دَور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے اس مغربی نظام کی مخالفت کی بجائے اس کو اسلامی جامہ پہنانے کا کام شروع کیا۔انہوں نے دو چیزوں کی مخالفت کی۔ پہلی اسلام میں تقلید کی نفی یعنی کسی خاص امام یا مسلک کے پیچھے جانا ضروری نہیں ہیں اور کسی بھی فقہ کا اتباع ضروری نہیں، چاہے پورے اُمت کا اس مسئلے پر اجماع ہو۔ یہاں ہمارا مقصد کسی خاص مکتبہ فکر کی نفی نہیں بلکہ صرف ان لوگوں کی نفی کرنا مقصود ہیں جو اپنے آپ کو حنفی، شافعی، اہلِ حدیث وغیرہ کہ کر کسی خاص ترتیب کے بغیر اپنے محدود علم کے ساتھ بڑے بڑے فتوے دینا شروع کرتے ہیں، مثلاً راشد رضا، محمّد عبدو وغیرہ۔اور دوسرا یہ کہ اسلام چند اُصولوں کا نام ہے، لہٰذا جس نظام میں وہ اُصول پائے جائے وہ اسلامی نظام ہو گا۔ان دو باتوں کی بناء پر یہ لوگ تقلید سے آزاد شترِ بے مہار بن گئے اور کسی قاعدے اور قانون کے بغیر قرآن اور احادیث کو اس کے محل کے بغیر چننے اور اس کو اسلامی اُصول کا نام دے کر مغربی نظام میں کچھ سرسری تبدیلیاں کر کے اُسے اسلام کے نظام میں شامل کر دیا۔ مثلاً مغربی نظام کا گڑھ بینک ہے تو انہوں نے اسلامی بینک ایجاد کیا۔اسی طرح اسلامی بیمہ، اسلامی کریڈٹ کارڈ، اسلامی جمہوریت وغیرہ کے غیر اسلامی اداروں کی بنیاد رکھیں۔

1903ء میں پہلی مرتبہ محمد عبدو (مصر کا عالم) نے خلافت عثمانیہ میں یہ فتویٰ دیا کہ بینک میں جاری کھاتہ (Current Account) کھلوانا حرام نہیں بلکہ حلال ہے۔ پھر بعد میں اس کے شاگرد راشد رضا نے یہ فتویٰ دیا کہ اسلام میں جس سود (ربٰو) سے منع کیا گیا ہے وہ موجودہ دَور کے ربٰو سے مختلف ہے لہٰذا اگر نیت صحیح ہو تو بینک میں رقم جمع کر کے اس پر سود لینے میں کوئی قباحت نہیں۔اسی لئے موجودہ اقتصاد کی جتنی کتابیں دنیا بھر کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے، اس میں اسلام کا اقتصادی نظام سرے سے موجود ہی نہیں۔ بلکہ سرمایہ دارانہ نظام میں کچھ ردّ و بدل کر کے

اس کو اسلامی معیشت قرار دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری تین چار نسلیں یہی سمجھتی ہیں کہ اسلام کا کوئی علیٰحدہ معاشی نظام نہیں ہے۔ لہٰذا مغربی نظامِ معیشت کے بغیر اسلام اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ نظام اس جدید دَور میں چل نہیں سکتا۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا اپنا اقتصادی نظام ہے جس کو اب بھی اگر نافذ کیا جائے تو مغربی نظام کی ایک ستون پر عمل کئے بغیر مسلمان نہ صرف اپنے ممالک کے اقتصادی نظام کو بطریق احسن چلا سکتے ہیں بلکہ دنیا میں پھر سے سُپر پاور (Super Power) بن سکتے ہیں۔

آخر وہ کون سا نظام تھا جن پر مسلمانوں نے تیرہ سو سال عمل کیا اور دنیا میں عالمی طاقت کے طور پر حکومت کی۔ یہ نظام ہمارے موجودہ اقتصادی نصاب سے ختم کر دیا گیا ہے اور اس کو ختم ہوتے تقریباً ایک صدی گزر چکی ہے۔ آیئے اس نظام کا مختصر جائزہ لیں۔

بنیادی ستون[ترمیم]

جس طرح مغربی معاشی نظام کم از کم مندرجہ ذیل ستونوں پر قائم تھا، ہمارا معاشی نظام بھی کم از کم مندرجہ ذیل نو ستونوں پر قائم ہیں اور ان ستونوں پر عمل کر کے ہمیں کسی مذہب یا نظام سے کوئی چیز مستعار لینے کی ضرورت نہیں۔

سود (ربٰو) کی ممانعت[ترمیم]

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: سود

اسلامی اقتصادی نظام کا پہلا اور بنیادی ستون سود سے پاک معیشت ہے۔ اسلام میں سود کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن میں سود کی انتہائی شدت سے ممانعت کی گئی ہے اور سود کرنے والے کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا گیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ سورۃ نمبر ۲ آیت نمبر ۲۷۸)۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا "کہ سود کا ایک درہم لینا، اپنی ماں کے ساتھ زنا سے بدتر ہے۔" (ابن ماجہ

قرآن میں سود کے لئے ربٰو کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کی لغوی معنی "زیادتی" کے ہے اور اصطلاح میں جب آپ کسی کو پیسے وغیرہ قرض دیتے ہیں اور واپسی پر اس سے زیادہ وصول کرتے ہیں تو اس کو سود کہا جاتا ہے۔ یعنی اگر آپ نے ایک شخص کو سو (100) روپے قرض دیئے اور واپس (120) روپے مانگے تو یہ بیس اضافی روپے سود ہوا۔ اس کو ربٰوالنسیہ کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کو (Interest) کہا جاتا ہے لیکن ربٰو کی ایک اور قسم بھی ہے جسے ربٰوالفضل کہا جاتا ہے۔ ہر وہ چیز جو آلہ مبادلہ کے طور پر استعمال ہو یعنی جو پیسے کے طور پر استعمال ہو اُس میں بھی زیادتی سود میں داخل ہیں۔ مثلاً رسول ﷺ کے دَور میں مدینے کے بازار میں چھ چیزیں آلہ مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ سونے اور چاندی کے سکےّ، اس کے علاوہ گندم، جو، کھجور اور نمک بھی آلہ

مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتیں تھیں۔اس لئے رسول ﷺ نے ان میں بھی زیادتی کو سود قرار دیا گیا۔تو اسلام میں ربٰو مکمل طور پر حرام ہے۔چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو۔

وغیرہ بھی منع ہیں۔(Monopoly) اسلامی اقتصادی نظام نا صرف سود سے پاک ہے بلکہ اس میں قمار بازی، سٹّہ بازی، دغہ بازی، اجارہ داری

[اسلامی زر[ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی زر

دراصل اسلامی اصولوں کے مطابق زر یا پیسے (Islamic Money or Shariah Currency: اسلامی زر یا اسلامی کرنسی (انگریزی کو کہا جاتا ہے۔اسلام کی تیرہ سو سال تاریخ میں ''کرنسی'' یا ''زر'' ہمیشہ سونے اور چاندی سے بنے سکےّ ہوا کرتے تھے۔اللہ تعالی نے جب کرنسی کا ذکر قرآن میں کیا ہے تو سونے کے دینار اور چاندی سے بنے دراہم کا ذکر کیا ہے۔

سونے کے دینار اور چاندی کے دراہم کو ''شرعی زر'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ شریعت نے اس کے ساتھ دین کے کئی معاملوں کا تعلق جوڑ دیا ہے۔مثلاً زکوۃ، قرات سونے سے بنا ہوا اور اس کا (22k) مہر اور حدود وغیرہ میں۔لہٰذا سونے اور چاندی کا ہر سکّہ دینار و درہم نہیں کھلائے گا بلکہ وہ سکّہ جو کم از کم بائیس وزن 4.25 گرام ہو تو اُسے ہم ایک دینار کہیں گے اور کم از کم 99% چاندی سے بنا سکہ جس کا وزن 2.975 گرام ہو اُسے ہم ایک درہم کہیں گے۔ اور ان دونوں کو شریعت نے ثمن قرار دیا ہے۔اس لئے اسلامی معاشی نظام میں جدید ٹیکنالوجی کو معلومات کی جلد رسائی کے لئے استعمال کیا جائے گا تاکہ ۔''بطورِ''زر

خلافت امویہ کے عبدالملک بن مروان کے عہد کے طلائی دینار

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چاندی کے ساسانی سکے استعمال ہوا کرتے تھے، چاندی کے سکے کا وزن 3 گرام سے لے کر 3.5 گرام ہوا کرتا تھا۔جبکہ سونے کے سکے کا وزن 4.44 گرام سے لے کر 4.5 گرام ہوا کرتا تھا۔اہل عرب اس کا تبادلہ وزن کے حساب سے کیا کرتے تھے لیکن محمد صلی اللہ علیہ کے دانوں کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔اور جدید معیار وزن کے مطابق اس کا (barley) وسلم نے ایک دینار کا وزن ایک مثقال قرار دیا، جو 72 جو وزن تقریبا 4.25 گرام ہوتا ہے۔حضرت عمر کے دور میں ان سکّوں کو کاٹھا گیا اور اس کے وزن کو ایک مثقال تک لایا گیا۔اور آپ نے ایک معیار قائم کیا کہ سات دینار کا وزن دس دراہم کے برابر ہو۔لہذا ایک درہم کا وزن تقریبا 2.975 گرام (تقریبا 3 گرام) ہوتا ہے۔حضرت عثمان کے دور میں اس پر

بسم اللہ لکھا گیا۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت امیر معاویہ نے پہلی مرتبہ اپنے سکے جاری کئے۔ بعد میں عبدالملک بن مروان نے مسلمانوں میں باقائدہ طور سے اپنے سکے ڈھالنے شروع کئے۔ جس کا وزن نہایت احتیاط کے ساتھ 2.975 گرام (تقریبا 3 گرام) رکھا گیا۔ [6]

چاندی کا درہم جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بسم اللہ لکھا گیا۔ اس کا وزن تقریبا 3 گرام ہے۔ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 5۔3 گرام سے کم کر کے 3 گرام کیا تھا۔

جدید طلائی دینار کا وزن بھی ایک مثقال رکھا گیا ہے۔ جس کا وزن 72 جو (barley) کے دانوں کے وزن کے برابر ہوتا ہے، جو کہ 25۔4 گرام کے برابر ہوتا ہے۔ حضرت عمر کے قائم کردہ معیار کے مطابق سات دینار کا وزن دس دراہم کے برابر ہو، تو ایک درہم کا وزن تقریبا 2.975 گرام (تقریبا 3 گرام) ہوتا ہے۔ اور اس کی خالصیت کم از کم 22 قیرات (یعنی 7۔91 فیصد) ہونی چاہئیے۔ اس لئے جدید طلائی دینار بنانے والی اکثر کمپنیاں مثلاً عالمی اسلامی ٹکسال، وکالہ انڈیوک نوسنتارہ، ضراب خانہ اسعار سنّت وغیرہ اسی معیار کو استعمال کرتی ہیں۔ [7]

وادیعہ [ترمیم]

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: وادیعہ

وادیعہ (انگریزی: Wadiah) امانتیں محفوظ رکھنے کے مرکز کو کہا جاتا ہے۔ اور یہ موجودہ جدید بینک کا متبادل ہے۔ یعنی آپ اپنی دولت امانت کے طور پر وادیعہ میں جمع کر سکتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اس کو واپس نکال سکتے ہیں۔ وادیعہ میں آپ رقم امانت کے طور پر بھی رکھ سکتے ہیں اور اس کو کسی کاروبار میں بھی استعمال کرنے کے لئے جمع کرا سکتے ہیں۔ اور کاروبار میں سرمایہ کاری کے لئے آپ کو اسلامی آزاد بازار کی طرف رجوع کرنا ہوگی۔ وادیعہ کی بحالی سے نجی بینکوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ [8][9] وادیعہ میں آپ شرعی زر جمع کر سکتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر آپ اس کو نکال سکتے ہیں۔ موجودہ دَور کی اصطلاح میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ آپ وادیعہ میں اپنا حساب کھلوا سکتے ہیں اور آپ بغیر کسی خطرے کے اپنے حساب سے کسی دوسرے کے حساب میں رقم (طلائی دینار اور نقرئی درہم کی شکل میں) منتقل کر سکتے ہیں۔ اسلامی حکومت جب آپ کو تنخواہ دے گی تو وہ آپ کی وادیعہ کے حساب میں منتقل ہو گی اور آپ کسی بھی وقت اُسے لے سکتے ہیں۔ [10] پہلے وادیعہ کا قیام اپریل 2013ء میں ملائیشیاء میں (Wadiah Account) لایا گیا۔ جب وادیعہ نوسونتارہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے علاوہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رقوم (شرعی زر) کی منتقلی کے لئے 1999ء میں ای۔ دینار (e–dinar) کا نظام عمل میں لایا گیا۔ جس کی مدد سے دنیا کے کسی کونے میں کوئی بھی دو اشخاص یا تاجر "شرعی زر" کو ایک حساب سے دوسرے حساب میں

کھلوایے گے اور (Account) میں اپنا حساب e–dinar آسانی سے منتقل کر سکتے ہیں۔ جس میں کوئی بینک ملوث نہیں ہو گا۔ دونوں اشخاص اس ادارے میں بیٹھے وکیل کے توسط سے آپ ایک حساب سے دوسرے حساب میں آسانی سے رقم منتقل کر سکتے ہیں۔

[اسلامی وکالہ[ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی وکالہ

دراصل اسلامی صرافی کی دکان کو کہا جاتا ہے۔ جیسے مختلف ممالک کے کاغذی کرنسیوں کے باہم (Islamic Wakalah :اسلامی وکالہ (انگریزی تبادلے کے لئے صرافہ بازار ہوتے ہیں، اسی طرح شرعی زر کے آپس میں اور دوسرے ممالک کے کرنسیوں کے باہم تبادلے کے لئے وکالہ کے ادارے ہونگے۔ وکالہ کے قیام سے موجودہ صرافہ بازار کا زور بہت کم ہو جائے گا۔[11][12] پہلے اسلامی وکالہ کا قیام 1999ء میں میں لایا گیا۔ جب –e dinar کا (e–dinar) کی بنیاد رکھی گئی۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رقوم (شرعی زر) کی منتقلی اور باہم تبادلے کے لئے 1999ء میں ای۔ دینار نظام عمل میں لایا گیا۔ جس کی مدد سے دنیا کے کسی کونے میں کوئی بھی دو اشخاص یا تاجر ''شرعی زر'' کو ایک حساب سے دوسرے حساب میں آسانی سے کھلوایے گے اور اس ادارے (Account) میں اپنا حساب e–dinar منتقل کر سکتے ہیں۔ جس میں کوئی بینک ملوث نہیں ہو گا۔ دونوں اشخاص میں بیٹھے وکیل کے توسط سے آپ ایک حساب سے دوسرے حساب میں آسانی سے رقم منتقل کر سکتے ہیں۔

[اسلامی آزاد بازار[ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی آزاد بازار

قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں کے مطابق بنائے گئے بازار کو کہا جاتا ہے۔ مغربی (Islamic Open Markets: اسلامی آزاد بازار (انگریزی نظام معیشت کا قلب ''سود'' ہے جبکہ اسلامی نظامِ معیشت کا قلب ''تجارت'' ہے۔ رسول ﷺ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں جا کر دو بڑے ادارے قائم کئے۔ ایک مسجد اور دوسرا بازار (مارکیٹ)۔ اور دونوں کو اوقاف کہا کہ جس طرح مسجد کسی ایک شخص کی ملکیت نہیں ہوتا بلکہ یہ وقف ہوتا ہے اور اس پر اس علاقے کے تمام افراد کا یکساں حق ہوتا ہے۔ کوئی بھی مسجد میں اپنے لئے جگہ خاص نہیں کر سکتا لہٰذا جو مسلمان پہلے آئے گا وہ پہلے صف میں کھڑا ہونے کا حقدار ہو گا۔ اسی طرح اسلامی نظامِ معیشت میں بازار بھی وقف ہوتا ہے اور وہ اس علاقے کے سارے عوام کی مجموعی ملکیت ہوتا ہے۔ اس لئے بازار کے لئے جگہ حکومت فراہم کرے گی اور اس جگہ پر ہر شخص کا یکساں حق ہو گا۔ جیسا کہ مال وغیرہ کارخانے میں بنتا ہے، پھر گوداموں اور تھوک فروشی کے مراکز میں آتا ہے۔ پھر وہاں سے مارکیٹ/بازار میں آتا ہے۔ رسول ﷺ کے دور میں بازار کے لئے خاص جگہ مخصوص تھی لیکن گوداموں اور کارخانوں کے لئے خاص جگہ مخصوص نہیں تھی بلکہ اکثر چھوٹے کارخانے اور تھوک فروشی ایک ہی جگہ ہوا کرتے تھے، جس کو

''سوق'' کہتے تھے لیکن بعد کے اَدوار میں تینوں کے لئے الگ الگ جگہیں بنائیں گئیں اور خلافتِ عثمانی میں یہ اپنے عروج پر پہنچ گئی۔اس لئے ہم او قاف کو حرفۃالمفتوحہ iii) (الخان المفتوحہ (آزاد مال تقسیم کرنے کے مراکز ii) (سوق المفتوحہ (آزاد بازار i) کم از کم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ [14][13]((آزاد پیداواری مراکز

سوق المفتوحہ (آزاد بازار): ''سوق'' عربی میں بازار کو کہتے ہیں۔ سوق المفتوحہ کے لفظی معنی ہے 'آزاد بازار' یعنی وہ بازار جس کے لئے جگہ حکومت فراہم کرے اور اس میں معاملات سود اور قمار وغیرہ سے پاک ہو اور جس میں ''زر'' شرعی زر استعمال ہوتی ہو یعنی دینار و درہم۔ حکومت اس جگہ کی فراہمی کے کرایہ وغیرہ نہیں لے گی۔ ہر وہ بندہ جو پہلے آئے گا وہ اپنے لئے جگہ مخصوص کر کے اپنی اشیاء بیچے گا۔اور جو ہی ،(Tax) لئے کسی بھی قسم کا محصول وہاں سے اُٹھ گیا تو جگہ دوسرے کے لئے خالی ہو جائے گی۔اس لئے وہاں کوئی شخص اپنا مستقل دُکان قائم نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جگہ ایک شخص کی نہیں بلکہ سارے عوام کی ملکیت ہے۔ موجودہ دور میں سستے بازاران کی بہترین مثال ہیں۔ مغربی معاشی نظام میں ملک کی ساری خورد و نوش کی اشیاء کی خرید و فروخت پر چند سرمایہ داروں کا قبضہ ہوتا ہے مثلاً برطانیہ میں تقریباً ستّر فیصد (70%) اشیاء خورد و نوش کا قبضہ صرف پانچ بڑی کمپنیوں کے پاس ہیں جو ہر چیز پر اجارہ داری قائم کر کے اشیاء کی قیمتوں میں آسانی سے اضافہ کر سکتی ہیں۔ لہٰذا مغربی نظام معیشت ہمیں سُپر سٹورز، ہائیپر سٹورز اور بڑے بڑے فراہم کرتا ہے جبکہ اسلام ہمیں آزاد بازار فراہم کرتا ہے جہاں ہر چھوٹا بڑا تاجر اپنے سامان کی تجارت کر سکتا ہے۔ (Malls) مالز

الخان المفتوحہ (مال تقسیم کرنے کے آزاد مراکز): بازار میں مال آنے سے پہلے یہ گوداموں اور تھوک فروشی کے مراکز میں آتا ہے۔ خلافتِ عثمانی میں مال تقسیم کرنے کے لئے الگ مراکز قائم کئے گئے، جہاں پر مقامی اور بین الاقوامی مال آتا تھا اور وہاں سے پھر بازاروں میں تقسیم ہوتا تھا۔ان مراکز کو عربی میں ''خان'' کہا جاتا تھا۔ ترکی زبان میں اُسے ''حان''، فارسی زبان میں اُسے 'کاروان سرائے' کہا جاتا تھا۔ آزاد بازار کی طرح ان مراکز کے لئے بھی جگہ حکومت فراہم کرتی تھیں اور ضروریات کی دوسری اشیاء بھی سب مل کر استعمال کرتے تھے۔ وہاں پر تجارت زیادہ تر قرض کی بنیاد پر ہوتا تھا لیکن مغربی نظام کے آنے کے بعد ان کو صفحہ ہستی سے اس طرح مٹایا گیا جیسا کہ وہ تھے ہی نہیں۔

حرفۃالمفتوحہ (صنعت و پیداوار کے آزاد مراکز): حرفۃالمفتوحہ، صنعت و پیداوار کے آزاد مراکز کو کہا جاتا ہے۔اس کے لئے بھی جگہ اور دوسرے کرایہ ، (Tax) ضروریات کے وسائل حکومت فراہم کرے گی جہاں ہر شخص اپنی چھوٹی یا بڑی صنعت بنائے گا۔ جس پر حکومت اس سے کوئی محصول وغیرہ وصول نہیں کرے گا۔ حرفت میں اکثر کاروبار شراکت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا او قاف کی وجہ سے ہر چھوٹے سے چھوٹے تاجر و صنعت کار کے لئے پیداواری مراکز، تھوک فروشی اور بازار تک براہِ راست رسائی ہو گی جبکہ مغربی نظام معیشت میں صنعت، تھوک فروشی اور بازار پر چند سرمایہ داروں کا قبضہ ہوتا ہیں۔

[اسلامی نجکاری[ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی نجکاری

اسلامی نجکاری(انگریزی: Islamic Privatization) قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں کے مطابق نجکاری کو کہا جاتا ہے۔ نجکاری کو مغربی نظام معیشت خصوصا سرمایہ دارانہ نظام میں خصوصی اہمیت حاصل ہیں لیکن اسلامی اقتصادی نظام میں اس کو محدود کیا گیا ہے۔ اسلامی اقتصادی نظام میں سرکاری اور عوامی ذرائع اور اداروں کی نجکاری نہیں کی جاسکتی۔ سنن ابوداود اور ابن ماجہ میں ابن عبّاس سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "سارے مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی، چراگاہ اور آگ۔"[15]

اس حدیث کے روشنی میں دریاؤں کے پانی کی نجکاری نہیں کی جاسکتی اور ناہی ڈیموں کی نجکاری کی جاسکتی ہیں اور ناہی ان سے نکالی گئی نہروں کی نجکاری کی جا سکتی ہیں۔ چراگاہوں اور جنگلات کی نجکاری بھی منع ہیں۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے زمانے میں آگ دو مقاصد کے لئے استعمال ہوا کرتی تھیں، ایک ایندھن اور دوسری روشنی کے لئے۔ یعنی تیل، گیس، سلفر اور کوئلے وغیرہ کی ذخیروں اور کانوں کی نجکاری نہیں کی جاسکتیں اور ناہی بجلی کی پیداواری ذرائع کی نجکاری کی جاسکتی ہیں۔ سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں ابیض بن حمل مربی سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے ان سے نمک کا کان واپس لے لیا، جس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے ان کو تحفے میں دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت ان سے واپس لیا جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کی مشترکہ استعمال میں تھی۔

[اسلامی میزانیہ (بجٹ)][ترمیم]

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی میزانیہ

اسلامی میزانیہ(انگریزی: Islamic Budget) قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں کے مطابق اسلامی میزانیہ یا بجٹ کو کہا جاتا ہے۔ اسلام میں بجٹ سازی مغربی معاشی نظام کے بجٹ سازی سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام میں بجٹ سارے آمدنی کا صحیح تخمینہ لگا کر اس کو مختلف مصارف میں عادلانہ طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ لہٰذا اسلام میں بجٹ کی بنیاد آمدنی (income) ہے، جس سے مصارف کا اندازا لگایا جاتا ہے۔ لہٰذا اسلامی بجٹ اس اصول پر چلتی ہے کہ "جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں پھیلاو۔" یعنی جتنی آمدنی ہو اتنا خرچ۔ اسکے برعکس مغربی بجٹ سازی میں آمدنی کم اور خرچے زیادہ ہوتے ہیں جس کا خسارہ عوام پر زیادہ ٹیکس اور بیرونی اور اندرونی قرضوں کی صورت میں پورا کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلامی بجٹ سازی آسان، سادہ اور مطنقی ہے یعنی خرچ کا دارومدار آمدنی پر ہے۔ لہٰذا اسلامی نظام میں میزانیہ (Budget) ہمیشہ متوازن یا فاضل (Surplus) (Budget) ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی قرضے یا نئے محصول یا خساراتی تمویل (یعنی نوٹوں کو زیادہ چھاپنا) کی ضرورت نہیں ہو گی۔ لہٰذا اسلامی نظام بجٹ موجودہ معاشی نظام کے بھاری قرضوں، افراط زر، گردشی مندیوں (Cyclic Depression) اور کساد باری (Recession) کے خلاف ایک محافظ کا کام کرے گا۔ لہٰذا اسلامی بجٹ سازی بنیادی طور پر دو قسم کی ہو گی ایک عمومی بجٹ اور دوسرا فلاحی بجٹ۔ زکوۃ، عشر اور صدقات سے آنے والی آمدنی صرف غرباء اور محتاجوں میں

گی جو عمومی بجٹ کا تقسیم ہو گی اور ان کی تفصیل قرآن میں دی گئی ہے جبکہ دوسرے محصولی اور غیر محصولی آمدنی دوسرے کاموں کیلئے خرچ کی جائے

تو فلاحی بجٹ سے اسکا ازالہ گا جبکہ اگر عمومی بجٹ میں کمی ہو جائے حصّہ ہو گی۔ لہٰذا اگر فلاحی بجٹ میں کمی ہو گی تو اسکا ازالہ عمومی بجٹ سے پورا کیا جائے

[16]۔ کرنے کی اجازت نہیں

[اسلامی تجارت[ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی تجارت

قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں کے مطابق داخلی اور بین الاقوامی تجارت کو کہا جاتا ہے۔ اسلام (Islamic Trade: اسلامی تجارت (انگریزی

۔ میں تجارت پر خاصہ زور دیا گیا ہے چاہے وہ ملکی ہو یا بین الاقوامی

(ایک حدیث میں آتا ہے، کہ "رزق کے دس میں سے نو حصّے تجارت میں ہے۔" (کنزالعمال

(مزید فرمایا کہ "سچے اور امانت دار تاجر کا حشر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔" (ترمذی

تجارت میں ترغیب کے ساتھ ساتھ اسلام تجارت کو دو بڑے حصوں میں بانٹتا ہیں ایک حلال تجارت اور دوسرا حرام تجارت۔ حرام تجارت میں سودی

تجارت، شراب کی تجارت، سؤر کی گوشت وغیرہ کی تجارت وغیرہ شامل ہیں جبکہ سود، قمار، سٹے بازی، اور دھوکا وغیرہ سے پاک تجارت کو حلال تجارت

۔ کہا جاتا ہے

گا۔ اور جیسا کہ اسلام میں کوئی مسلمان ممالک کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان تجارت لے جانے پر کوئی محصول وصول نہیں کیا جائے

سرحدات مسلمان علاقوں کے درمیان نہیں ہیں لہٰذا تمام اسلامی ممالک کو ایک ہونا چاہیے لیکن موجودہ دور میں ایسا نہیں لہٰذا مسلمان ممالک کے

گا۔ اور رہی بات غیر مسلم ممالک سے تجارت کی، تو جو ممالک مسلمان درمیان مال تجارت کی درآمدات و برآمدات پر کوئی محصول وصول نہیں کیا جائے

گا اور جو ممالک مسلمان ممالک کے مال تجارت پر ممالک کی اشیاء پر محصول وصول نہیں کریں گے تو ان کے مال تجارت پر محصول وصول نہیں کیا جائے

گا۔ لہٰذا اسلام کے ملکی اور بین الاقوامی تجارت کی قوانین کے نفاذ سے ملکی اور بین محصول لگاتے ہیں تو ان ممالک کے مال تجارت پر محصول لگایا جائے

گا اور بین الاقوامی گی اور چھوٹے سے چھوٹے تاجر کو اپنا مال دوسرے ممالک کی منڈیوں میں بیچنے کا موقع مل جائے الاقوامی تجارت نہایت سہل ہو جائے

[17]۔ گی گا جس سے ہر چیز کی قیمت نہایت کم ہو جائے تجارت میں بیسوں گنا اضافہ ہو جائے

[بیت المال[ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں:بیت المال

بیت المال(انگریزی:Public Treasury) کو اسلامی اقتصادی نظام میں حکومتی خزانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس میں حکومت کا سارا خزانہ حقیقی دولت کی شکل میں محفوظ ہوتا ہے۔ مثلاً سونے کے دینار، چاندی کے درہم، گندم، چاول، تیل وغیرہ۔ جہاں سے حکومت ملکی نظام کو چلانے کے لئے مال استعمال کرے گی۔ حکومت کی ساری محصولی اور غیر محصولی آمدنی بیت المال میں آتی ہے اور یہاں سے ہی سرکاری ملازمین کو تنخواہے دیں جاتی ہیں۔ لہٰذا مرکزی بینک کی ضرورت نہیں رہے گی، جب کہ بیت المال کے آنے سے مرکزی بینک کی ضرورت نہیں رہے گی۔ واادیعہ کے آنے سے بینک کی ضرورت نہیں رہے گی، جب کہ بیت المال کے آنے سے مرکزی بینک کی ضرورت نہیں رہے گی۔[18]

اسلامی محصول(Tax)[ترمیم]

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں:اسلامی محصول

اسلامی محصول(ضریبہ Tax) وہ محصول ہے جو اسلامی حکومت اپنے رعایا سے لیتی ہیں۔ مغربی نظام معیشت میں محصول (Tax) کو خاص مقام حاصل ہے جس میں حکومت غریب عوام کا خون چوستی رہتی ہیں۔ اسلام میں غریب سے کوئی محصول نہیں لیا جائے گا بلکہ امیروں اور دولت مندوں سے محصول، زکوٰۃ کی شکل میں لے کر غریب عوام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ حکومتی آمدنی کے لئے عُشر، جزیہ، خراج وغیرہ عوام سے اُصول کیا جاتا ہے۔[19][20]

زکوٰۃ: سونے اور چاندی یا تجارتی مال اور پیسے پر سال گزرنے کے بعد ڈھائی (2.5%) فیصد زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہیں، جب یہ مال نصاب کو پہنچ جائے۔ اسی طرح مال مویشی پر زکوٰۃ 1% فیصد سے لے کر 2.5% تک ہیں۔

جزیہ: جزیہ وہ محصول ہے جو اسلامی حکومت غیر مسلموں پر ان کے جان ومال کی حفاظت کے بدلے میں لگاتی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے زمانے میں یہ ایک دینار یا بارہ 12 دراہم سالانہ تھی، جبکہ حضرت عمر کے دور میں ملکی ضروریات اور محصول کی آمدنی میں بڑوتھری کے پیش نظر مالدار طبقے سے چار دینار، متوسط طبقے پر دو دینار اور نچھلے طبقے سے ایک دینار محصول وصول کیا جاتا۔ اس محصول سے عورتیں، نابالغ بچےّ، بوڑھے، بیمار، اندھے یا لنگڑے، غلام، مسکین اور گداگر، دیوانے اور وہ غیر مسلم جنھوں نے اسلامی فوج میں شمولیت اختیار کی ہو، کو استثناء حاصل ہیں۔

عشر: عشر کے معنی ہے 'دسواں (حصّہ)'۔ یہ ایک زرعی محصول ہے جو صرف مسلمانوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر زمین قدرتی منبع سے سیراب ہوتی ہو مثلاً بارش، چشمے، ندی وغیرہ۔ تو اس پیداوار کا دسواں حصّہ (یعنی 10%) محصول کی صورت میں حکومت لے گی جب کہ وہ زمین جو مصنوعی طریقے سے سیراب ہو مثلاً کنویں، ٹیوب ویل وغیرہ تو کل پیداوار کا بیسواں حصّہ (یعنی 5%) عشر کی صورت میں وصول کیا جائے گا۔

خراج: غیر مسلم کے زرعی زمینوں کے پیداوار سے جو محصول وصول کیا جاتا ہے، اسے خراج کہتے ہیں۔

خمس: خمس کے معنی ہے "پانچواں (حصّہ)"۔مال غنیمت، معدنیات، خزانوں اور سمندر سے نکالے گئے موتیوں پر 20% محصول لگانا خمس میں شامل ہیں۔یعنی پانچواں حصّہ حکومت کو دینا پڑے گا۔

الفئ: الفئ کے معنی ہے 'واپس لوٹنا'۔جب مسلمان کسی ملک یا علاقے کو فتح کرتے ہیں تو اس ملک پر لگائے گئے محصول کو فئے کہا جاتا ہے۔اگر کوئی علاقہ جنگ کے بغیر ہتھیار ڈال دیں، تو ان پر لگائے محصول کو بھی الفئ میں داخل کر دیا جائے گا۔

متفرّق محصولات: ان چھ بڑے محصولات کے علاوہ ضروریات کے تحت آپ دیگر محصولات کی بھی وصولی کر سکتے ہیں۔مثلاً درآمدات اور برامدات پر محصول وصول کرنا جو حضرت عمر نے دور میں نافظ ہوا۔اس کے علاوہ اسلامی خلافت کے آمدنی کے دوسرے بہت سے محصولاتی اور غیر محصولاتی آمدنی ہوتی ہیں۔

[اسلامی اصول برائے بنیادی ضروریات زندگی [ترمیم

تفصیلی مضمون کے لیے ملاحظہ کریں: اسلامی اصول برائے بنیادی ضروریات زندگی

زندگی کی فراہمی اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے مثلاً روٹی، کپڑا، مکان، پانی وغیرہ۔رسول (Basic Needs) عوام کے لئے بنیادیں ضروریات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ارشاد پاک ہے: "کہ اولاد انسان کے لئے اس سے بہتر حق کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس کے پاس رہنے کے لئے ایک مکان ہو، اور کچھ [22][21] "کپڑا جس سے وہ اپنی ستر کو چھپا سکے، اور کچھ روٹی اور کچھ پانی۔

[23][21] "آپ نے مزید فرمایا کہ ،: "حکومت اس شخص کی نگہبان ہے جس کا کوئی نگہبان نہیں۔

اس حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی چار بنیادیں ضروریات کا ذکر کیا ہیں جو ان کو ملنی چاہیے، پہلا مکان، دوسرا کپڑا، تیسرا روٹی اور چوتھا پانی۔کارل مارکس نے صرف پانی نکال کر روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر اشتراکیت کی بنیاد رکھی۔

حضرت علی نے فرمایا کہ: 'اللہ نے دولت مندوں (بشمول حکومت) پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ غریبوں کی بنیادی ضروریات کو مہیا کریں۔اگر یہ بھوکے یا برہنہ یا کسی دوسری معاشی تنگ دستی میں مبتلا ہیں تو یہ صرف اس لئے کہ دولت مند (بشمول حکومت) اپنا فریضہ پورا نہیں کر رہا ہے۔اس لئے قیامت [24][22] "کے دن اللہ ان سے اس بارے میں پوچھے گا اور اسی کی مطابق سزا دے گا۔

[موجودہ دور میں اس کے نفاذ کا آغاز [ترمیم

اسلامی نظامِ معیشت کے نفاذ کا آغاز دنیا کے مختلف علاقوں میں ہو چکا ہے۔ سونے کے دینار اور چاندی کے درہم جو اسلامی معیشت میں خون کا کام کرتی ہیں، کا آغاز 1992ء میں ہسپانیہ کے شیخ عمر واڈیلو نے کیا۔ جس نے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ی کو تقریباً ایک صدی بعد پھر زندہ کیا، جس کو ہماری چار نسلیں بھولا چکی تھی اور آپ کی محنت سے 2010ء میں ملائیشیاء کے صوبے کیلانتن (Kelantan) نے طلائی دینار اور نقرئی درہم کو قانونی حیثیت دے دیں اور سرکاری ملازمین کی رضاکارانہ طور پر پچیس فیصد (25%) تنخواہیں دینار و درہم میں دینے شروع کی۔ اس کے بعد 2012ء میں ملائیشیاء کے صوبے پیرک (Perak) نے بھی سونے کے دینار اور چاندی کے درہم کو قانونی حیثیت دے دیں۔ ان کی تقلید میں ملائیشیاء، انڈونیشیاء، فلپائن، سنگاپور، عراق وغیرہ میں طلائی دینار اور نقرئی درہم کا آغاز ہوا۔ حال ہی میں شیخ عمر واڈیلو صاحب پاکستان میں "شرعی زر" کو جاری کرنے کے عمل میں مصروف ہیں۔ 2014ء میں کابل، افغانستان میں اس علاقے کا پہلا دینار اور درہم جاری کیا گیا۔

اب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی یہ حیرت انگیز پیش گوئی اور خوش خبری کو سنیے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کا ارشاد پاک ہے، حضرت ابو بکر بن ابی مریم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

"عنقریب بنی نوع انسان پر وہ وقت آنے والا ہے جب دینار (یعنی سونے کا سکّہ) اور درہم (چاندی کا سکّہ) کے علاوہ کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہے گی جو انسانیت کے کام (نفع) کی ہو گی۔" [25][26]

یہ بشارت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ موجودہ فریبی مالیاتی نظام جو اس وقت پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے، ایک دن یقیناً تباہ ہو جائے گا۔

سونے کی اہمیت کے پیش نظر امریکہ کے ریاست 'یوٹاہ' (Utah) نے 2007ء میں سونے کے سکّے جاری کر دیئے اور اسے زر قانونی کی حیثیت دی گئی۔ امریکہ کی تقریباً دس ریاستیں اس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ وہ سونے اور چاندی کو قانونی زر کی حیثیت دے دیں۔ کاغذی کرنسی کی ناکامی کو دیکھتے ہوئے مختلف ممالک نے سونے اور چاندی کے سکّے جاری کرنے شروع کر دیئے۔ جس میں برطانیہ، جنوبی افریقا، کینیڈا، چین، آسٹریا وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ملائیشیاء میں اوقاف یعنی آزاد بازار کا قیام عمل میں لایا گیا اور پہلے وادیعہ کا قیام اپریل 2013ء میں ملائیشیاء میں لایا گیا۔ اس کے علاوہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر رقوم (شرعی زر) کی منتقلی کے لئے 1999ء میں ای۔ دینار (e–dinar) کا نظام عمل میں لایا گیا۔ جس کی مدد سے دنیا کے کسی کونے میں کوئی بھی دو اشخاص یا تاجر "شرعی زر" کو ایک حساب سے دوسرے حساب میں آسانی سے منتقل کر سکتے ہیں۔ جس میں کوئی بینک ملوث نہیں ہو گا۔ دونوں اشخاص e–dinar میں اپنا حساب (Account) کھلوایے گے اور اس ادارے میں بیٹھے وکیل کے توسط سے آپ ایک حساب سے دوسرے حساب میں آسانی سے رقم منتقل کر سکتے ہیں۔ شیخ عمر واڈیلو کی سربراہی میں 1993ء میں "عالمی اسلامی ٹکسال (World Islamic Mint) کے ادارے کا قیام وجود میں آیا جو "شرعی زر" کی خالصیت، وزن، حجم وغیرہ کے معیار کے یقین دہانی قرآن وحدیث کی روشنی میں کرتی ہیں اور

اسی معیار کو نظر میں رکھتے ہوئے دنیا کے سارے اسلامی ممالک دینار و درہم کو بناتی ہیں اور انشاءاللہ اسلامی معیشت کے دوسرے ستون مثلاً خان، حرفۃ، بیت المال، حسبۃ، بیت السلم وغیرہ کو بھی جلد ہی عملی صورت پہنائی جائے گی۔

حامیانِ نفاذ: اسلامی اقتصادی نظام کے دوبارہ احیاء و نفاذ کے کئی حامیان ہیں، جس میں شیخ عبدالقادر الصوفی، شیخ عمر واڈیلو، جناب عبدالرحمٰن، شیخ عمران نزار حسین، جناب آصف شیراز، ڈاکٹر احمد کامیل محی الدین میرا، جناب احمد تھامسن، مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا عمران اشرف عثمانی وغیرہ شامل ہیں۔

مزید دیکھیے